بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ
دفتر مجلس انصار اللہ بھارت
Office Of The Majlis Ansarullah Bharat
Mohallah Ahmadiyya Qadian-143516, Distt.Gurdaspur (Punjab) INDIA

محلہ احمدیہ قادیان ۱۴۳۵۱۶ ضلع: گورداسپور (پنجاب) Mob.9682536974, E-Mail :ansarullah@qadian.in

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت خلیفہ ٔراشد سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 18/نومبر 2022ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (یوکے)

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ۔ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ۔ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت و زندگی کے واقعات بیان ہو رہے تھے۔ آنحضرت ﷺ کی نظر میں حضرت ابو بکرؓ کا جو مرتبہ تھا اس بارے میں پہلے بھی بیان ہو چکا ہے جس سے پتا چلتا ہے کہ آنحضرت ﷺ آپؓ کو اپنا جانشین نامزد کرنا چاہتے تھے بلکہ یہ اشارہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ابو بکرؓ کو ہی آپؓ کے بعد خلیفہ اور جانشین بنائے گا۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیماری میں فرمایا کہ اپنے والد ابو بکرؓ کو میرے پاس بلاؤ تاکہ میں ایک تحریر لکھ دوں کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ کوئی اور یہ نہ کہے کہ میں زیادہ حقدار ہوں لیکن اللہ اور مومن سوائے ابو بکرؓ کے کسی اور کا انکار کریں گے۔

حضور انور نے واقعہ افک کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اس واقعہ میں ایک مختصر حصہ یہ ہے کہ جس سے بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت عائشہؓ پر ایسا الزام لگایا گیا کہ گویا پہاڑ ٹوٹ پڑا لیکن ان کے والدین کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق اور اُن کا احترام بیٹی کے پیار سے کہیں بڑھا ہوا تھا۔ اپنی بیٹی کو اسی حالت میں رہنے دیا جس حالت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مناسب سمجھا۔

حضرت مصلح موعودؓ نے اس بارے میں بیان فرمایا کہ ہمیں غور کرنا چاہیے کہ وہ کون کون لوگ تھے جن کو بدنام کرنا منافقوں اور اُن کے سرداروں کیلئے فائدہ مند ہو سکتا تھا۔ حضرت عائشہؓ پر الزام لگا کر رسول کریم ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ سے دشمنی نکالی جا سکتی تھی کیونکہ حضرت عائشہؓ ایک کی بیوی تھیں اور ایک کی بیٹی۔ یہ دو وجود ایسے تھے کہ ان کی بدنامی سیاسی اور اخلاقی لحاظ سے بعض لوگوں کے لیے فائدہ مند ہو سکتی تھی۔ حضرت عائشہؓ کی بدنامی سے کسی کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا تھا۔ یہ خیال ہو سکتا تھا کہ حضرت عائشہؓ کی

سوتوں نے حضرت عائشہؓ کو رسول اللہ ﷺ کی نظروں میں گرانے اور اپنا مقام بنانے کیلئے کوئی حصہ لیا ہو لیکن تاریخ شاہد ہے کہ ایسا کچھ نہیں تھا۔ ایک بیوی کے متعلق ذکر آتا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اُس سے اس بارے میں پوچھا تو اُس نے کہا کہ میں نے تو سوائے خیر کے عائشہؓ میں کچھ چیز نہیں دیکھی۔

حدیث میں صریح طور پر آتا ہے کہ صحابہؓ باتیں کیا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد اگر کسی کا کوئی مقام ہے تو وہ ابو بکرؓ کا ہی مقام ہے۔ عبد اللہ بن ابی بن سلول نے جب دیکھا کہ رسول کریم ﷺ کے بعد اس کی بادشاہت کے امکان جاتے رہے تو وہ کچھ اور تو کر نہیں سکتا تھا لہٰذا اس کی خواہش تھی کہ محمد ﷺ فوت ہوں اور مَیں مدینہ کا بادشاہ بنوں۔ اس لیے اُس نے اپنی غرض کو پورا کرنے کے لیے حضرت عائشہؓ پر الزام لگا دیا تاکہ رسول کریم ﷺ کو حضرت عائشہؓ سے نفرت پیدا ہو اور حضرت ابو بکرؓ کا رسول کریم ﷺ اور مسلمانوں کی نگاہ میں جو اعزاز ہے وہ کم ہو جائے اور ان کے آئندہ خلیفہ بننے کا امکان نہ رہے۔ چنانچہ اسی اَمر کا اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں ذکر فرمایا ہے کہ اِنَّ الَّذِیۡنَ جَآءُوۡا بِالۡاِفۡکِ عُصۡبَۃٌ مِّنۡکُمۡ ؕ لَا تَحۡسَبُوۡہُ شَرًّا لَّکُمۡ ؕ بَلۡ ہُوَ خَیۡرٌ لَّکُمۡ۔ یقیناً وہ لوگ جو جھوٹ گھڑ لائے تم ہی میں سے ایک گروہ ہے۔ اس (معاملہ) کو اپنے حق میں بُرا نہ سمجھو بلکہ وہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ یعنی فرمایا کہ یہ الزام تمہاری بہتری اور ترقی کا موجب ہو جائے گا۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ سورہ نور کے شروع سے لے کر اس کے آخر تک کس طرح ایک ہی مضمون بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہؓ پر لگنے والے الزام کے معاً بعد ہی خلافت کا ذکر کیا اور فرمایا کہ خلافت بادشاہت نہیں ہے وہ تو نُورِ الٰہی کو قائم رکھنے کا ایک ذریعہ ہے۔ اس لیے اس کا قیام اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے۔ اس کا ضائع ہونا تو نُورِ نبوت اور نُورِ الوہیت کا ضائع ہونا ہے۔ پس وہ اس نور کو ضرور قائم کرے گا اور نبوت کے بعد بادشاہت ہرگز قائم نہیں ہونے دے گا اور جسے چاہے گا خلیفہ بنائے گا بلکہ وہ وعدہ کرتا ہے کہ مسلمانوں سے ایک نہیں بلکہ متعدد لوگوں کو خلافت پر قائم کر کے نُور کے زمانے کو لمبا کر دے گا۔ بہرحال اس واقعہ سے اور پھر بعد میں اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت سے بھی ثابت ہو گیا کہ نبوت کے فوراً بعد خلافت کا جو سلسلہ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق جاری رہنا تھا وہ جاری رہا اور پھر اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعے سے وہ نظام پھر قائم ہوا۔

حضرت ابو بکرؓ کے انکسار اور تواضع کے بارے میں حضرت سعید بن مسیّبؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند اصحاب کے ہمراہ ایک مجلس میں بیٹھے تھے کہ ایک شخص ابو بکرؓ سے جھگڑ پڑا اور آپؓ کو تین مرتبہ تکلیف پہنچائی لیکن آپؓ خاموش رہے اور تیسری مرتبہ کے بعد آپؓ

نے بدلہ لیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھ کھڑے ہوئے۔ حضرت ابو بکرؓ کے پوچھنے پر آپؐ نے فرمایا کہ آسمان سے ایک فرشتہ اُترا جو اس بات کی تکذیب کر رہا تھا جو وہ شخص تیری نسبت بیان کر رہا تھا۔ جب تُو نے بدلہ لیا تو شیطان آ گیا اور میں اس مجلس میں نہیں بیٹھنے والا جس میں شیطان پڑ گیا ہو۔ آپؐ نے فرمایا کہ اے ابو بکر! تین باتیں ہیں جو سب بر حق ہیں۔ کسی بندے پر کسی چیز کے ذریعہ ظلم کیا جائے اور وہ محض اللہ عزّو جل کی خاطر اُس سے چشم پوشی کرے تو اللہ اُسے اپنی نصرت کے ذریعے سے معزز بنا دیتا ہے۔ پھر وہ شخص جو کسی عطیہ کا دروازہ کھولے جس کے ذریعہ اُس کا ارادہ صلہ رحمی کرنے کا ہو تو اللہ اُس کے ذریعے اُسے مال کی کثرت میں بڑھا دیتا ہے۔ تیسرا وہ شخص جو سوال کا دروازہ کھولے جس کے ذریعے اُس کا ارادہ مال کی کثرت کا ہو تو اللہ اُسے اُس کے ذریعے قلت اور کمی میں بڑھا دیتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت ابو بکرؓ کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپؓ معرفت تامہ رکھنے والے، عارف باللہ، بڑے حلیم الطبع اور نہایت مہربان فطرت کے مالک تھے اور انکسار اور مسکینی کی وضع میں زندگی بسر کرتے تھے۔ بہت ہی عفو اور درگزر کرنے والے اور مجسم شفقت و رحمت تھے۔ آپؓ اپنی پیشانی کے نور سے پہچانے جاتے تھے۔ آپؓ کی رُوح خیر الوریٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوح سے پیوست تھی۔ آپؓ فہم قرآن اور سیّد الرسلؐ، فخر بنی نوع انسان کی محبت میں تمام لوگوں سے ممتاز تھے۔ آپؓ سچے یگانہ خدا کے رنگ میں رنگین تھے۔ صدق آپؓ کا راسخ ملکہ اور طبعی خاصہ تھا اور اسی صدق کے آثار و انوار آپؓ کے ہر قول و فعل میں ظاہر ہوئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ کے خواص و مناقب بارگاہ ربّ العزت سے مجھ پر ظاہر ہوئے ہیں۔

آپ رضی اللہ عنہ کا مشرب رب الارباب پر توکل کرنا اور اسباب کی طرف کم توجہ کرنا تھا اور آپ آداب میں ہمارے رسول اور آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے بطور ظل کے تھے اور آپ کی حضرت خیر البریہ سے ایک ازلی مناسبت تھی اور یہی وجہ تھی کہ آپ کو حضور کے فیض سے پل بھر میں وہ کچھ حاصل ہو گیا جو دوسروں کو لمبے زمانوں اور دور دراز اقلیموں میں حاصل نہ ہو سکا۔

حضرت علی بن ابو طالبؓ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یقیناً ہر نبی کو سات نجیب ساتھی دیے گئے اور مجھے چودہ دیے گئے۔ حضرت ابو بکرؓ بھی ان میں سے ایک ہیں۔

آنحضرت ﷺ کو تبوک سے واپسی کے بعد علم ہوا کہ مشرکین دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر حج کرتے ہیں اور شرکیہ الفاظ ادا کرتے ہیں اور خانہ کعبہ کا ننگے ہو کر طواف کرتے ہیں تو آپؐ نے اُس سال حج کا

ارادہ ترک کر دیا۔ آپؐ نے 9 ہجری میں حضرت ابو بکرؓ کو امیر الحج بنا کر مکہ روانہ فرمایا تھا۔ حضرت ابو بکرؓ تین سو ساتھیوں کے ساتھ مکہ روانہ ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے قربانی کے بیس جانور بھی آپؓ کے ساتھ روانہ فرمائے جن کے گلے میں آنحضرت ﷺ نے خود اپنے ہاتھ سے قربانی کی علامت کے طور پر گانیاں پہنائیں اور نشان لگائے جبکہ حضرت ابو بکرؓ خود اپنے ساتھ پانچ قربانی کے جانور لے کر گئے۔ روایت میں آتا ہے کہ حضرت علیؓ نے سورہ توبہ کی ابتدائی آیات کا اس حج کے موقع پر اعلان کیا تھا جس کی تفصیل حضرت علیؓ کے ذکر میں پہلے بیان کی جاچکی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ حضرت ابو بکرؓ کا ذکر انشاء اللہ آئندہ بھی ہو گا۔

خطبے کے آخر میں حضور انور نے بعض مرحومین کا ذکر خیر فرمایا اور نماز جنازہ پڑھانے کا اعلان فرمایا۔ ان میں ایک جنازہ حاضر مکرم محمد داؤد ظفر صاحب مربی سلسلہ کا تھا جبکہ مکرمہ رقیہ شمیم بیگم صاحبہ اہلیہ مولانا کرم الٰہی ظفر صاحب مرحوم اور محترمہ طاہرہ حنیف صاحبہ اہلیہ صاحبزادہ مرزا حنیف احمد صاحب کے جنازہ غائب تھے۔

حضور انور نے فرمایا: تیسرا ذکر ہے محترمہ طاہرہ حنیف صاحبہ کا جو سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کی بیٹی تھیں اور مرزا حنیف احمد صاحب مرحوم کی اہلیہ تھیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی بہو تھیں اور میری ممانی بھی تھیں۔ 1936ء میں قادیان میں پیدا ہوئیں۔ ان کے والد سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب تھے جنہوں نے بخاری کی شرح بھی لکھی ہوئی ہے۔ ان کی والدہ کا نام سیدہ سیارہ صاحبہ تھا جن کا تعلق دمشق سے تھا۔ ان کے دادا حضرت ڈاکٹر سید عبد الستار شاہ صاحبؓ کے ذریعہ ان کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ہوا جو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے نانا تھے۔ اس طرح یہ حضورؒ کی ماموں زاد تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین بیٹیوں اور ایک بیٹے سے نوازا۔ خلافت کے ساتھ بہت اخلاص کا تعلق تھا۔ مجھے بھی بڑی باقاعدگی سے یہ خط لکھا کرتی تھیں بلکہ ہر خطبہ کے بعد اکثر ان کے خط آتے تھے اور اس پر مختلف قسم کے تبصرے بھی ہوتے تھے۔ غریب پروری بہت زیادہ تھی۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ بزرگوں کے قدموں میں جگہ دے اور ان کے بچوں کو بھی ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ عِبَادَ اللّٰهِ رَحِمَكُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآءِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ اُذْكُرُوا اللّٰهَ يَذْكُرْكُمْ وَادْعُوْهُ يَسْتَجِبْ لَكُمْ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ۔